(آخری قسط)

سادات خاندان کوزکواۃ دینے کی شرعی حیثیت

ازمولانا مفتی مختاراللہ حقانی

استاد ومفتی جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

سادات خاندان کوز کوۃ دینا اور نہ دینا ایک معرکۃ الآراء مسئلہ بن گیا ہے۔ عصر حاضر میں اس خاندان کو زکوۃ دینا وقت کی ضرورت بھی ہے اور حالات کا تقاضا بھی جس کی تفصیل درجہ ذیل مقالہ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے (نوٹ: ادارے کا مقالہ نگار سے متفق ہونا ضروری نہیں)

ذیلی عنوانات:

(۱) سادات اور بنو ہاشم کوزکواۃ دینے کی شرعی حیثیت
(۲) غیر ظاہر الروایۃ کے مسائل
(۳) ضرورت کے تحت ضعیف قول پر عمل کی مثالیں
(۴) مذہب غیر پر فتوی اور اس کی مثالیں
(۵) ضرورت کے تحت مفتیٰ بہ قول پر فتوی
(۶) قواعد واصول کے جواز کو ترجیح
(۷) متاخرین علماء محققین کے فتاوی
(۸) قول ناقص

اس تفصیل اسے معلوم ہوا کہ ظاہر الروایۃ کے مطابق بنو ہاشم اور سادات کوز کوۃ یا دیگر صدقات واجبہ دینا جائز نہیں مگر نادر الروایۃ سے پتہ چلتا ہے آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد خمس الخمس جو بنو ہاشم کو زکوۃ اور صدقات واجبہ کے عوض ملتا تھا منقطع ہوا تو امام اعظم امام ابوحنیفہؒ نے جواز کا قول فرمایا اور اس ضرورت وحاجت کو مدنظر رکھتے ہوئے امام طحاویؒ اور دوسرے فقہاء نے اس نادر الروایۃ قول کو ترجیح دی اور ان کے علاوہ بعض فقہاء شوافع حنابلہ اور مالکیہ نے بھی حالات اور ضروریات کے تحت جواز کا فتوی دے دیا جن کا ذکر گزشتہ صفحات میں ہو چکا ہے اور یہی رائے موجودہ حالات میں بھی قرین قیاس ہے اس لئے لوگ نفلی صدقات تو درکنار فرض زکوۃ کی ادائیگی میں لیت ولعل سے کام لیتے ہیں اور زکوۃ کی ادائیگی سے بچنے کے لئے سو بہانے تلاش کرتے ہیں تو اگر ان حالات میں بھی بنو ہاشم کو صدقات واجبہ دینے کی اجازت نہ دی جائے تو لازماً خاندان پیغمبر ﷺ کے غریب اور محتاج افراد مالدار اور اصحاب ثروت کے سامنے دست دراز کرتے رہیں گے جو انتہائی ذلت ورسوائی کی بات ہے اس لئے کہ بنو ہاشم اور سادات ذی شرف اصحاب عز صفا لوگ ہیں۔ ان کی عزت وعصمت کا خیال رکھنا مسلمانوں کو مذہبی فریضہ ہے مگر موجودہ حالات میں مسلمان اپنی مذہبی اور دینی ذمہ داریوں کی تکمیل میں کوتاہی کے شکار ہیں جس سے لازماً یہ بات سامنے آچکی ہے کہ بنو ہاشم اور سادات سوال کرنے بلکہ غربت وافلاس کی وجہ سے دین چھوڑنے پر مجبور ہو چکے ہیں تو اگر بنو ہاشم کوزکواۃ کے جواز کا قول نادر الروایۃ ہے مگر ضرورت کے تحت اس کو ترجیح دینا کوئی نئی بات نہیں بلکہ فقہ حنفی میں بہت سارے ایسے مسائل موجود ہیں جو بذات خود نادر الروایۃ ہیں مگر ظاہر الروایۃ کے مقابل میں متاخرین فقہاء

کرام نے ضرورت وحاجت کے تحت مفتیٰ بہ قرار دیا ہے بطور نمونہ چند فتاوی ملاحظہ ہوں۔

غیر ظاہر الروایہ مسائل:

مثلا امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق شفعہ میں طلب الاشہاد کے بعد طلب خصومت میں خواہ کتنی ہی تاخیر ہو جائے تو امام ابو حنیفہؒ اور ابو یوسفؒ کے مذہب کے مطابق صحیح ہے اس تاخیر سے شفیع کا حق شفعہ ساقط نہیں ہوتا جب کہ امام محمدؒ اور امام زفرؒ کے نزدیک طلب خصومت میں بلا عذر شرعی ایک مہینہ تاخیر کرنا حق شفعہ کو باطل کرتا ہے تو اس مسئلہ میں اگر چہ امام محمدؒ امام زفرؒ کا قول غیر ظاہر الروایہ ہے مگر متاخرین فقہاء کرام نے تغیر احوال الناس کی وجہ سے امام محمدؒ کے قول پر فتوی دیا ہے علامہ شامیؒ لکھتے ہیں۔ **الفتوی الیوم علی قول محمد لتغیر احوال الناس فی قصد الروایة ظهر افتاهم بخلاف ظاهرِ الروایة لتغیر الزمان فلا یرجح ظاهر الروایة (رد المختار ج٦ ص ٢٢٦)**

(۲) اسی طرح ظاہر الروایۃ کے مطابق عورت کا ظاہر کف ستر کے حکم میں داخل ہے لیکن ضرورت کی وجہ سے امام قاضی خانؒ نے لکھا ہے کہ کف ستر کے حکم میں نہیں علامہ شامیؒ نے شرح منیہ کے حوالے سے لکھا ہے **فکان هو الاصح وان کان غیر ظاهر الراوایة (رد المختار ج ١ ص ١٠٦)** یہ زیادہ صحیح ہے اگر چہ یہ روایت غیر ظاہر الروایۃ ہے بلکہ ضرورت کے وقت ضعیف روایت کو بھی مفتی بہ قرار دیا جاسکتا ہے علامہ ابن نجیمؒ نے بحر الرائق کے باب الحیض میں حیض کے الوان کے متعلق مختلف اقوال نقل کرنے بعد لکھا ہے **وفی المعراج عن فخر الائمة لو افتی مفت بشئی من هذه الاقوال فی مواضع الضرورة طلبها للتیسیر کان حسنا (البحر الرائق)** کہ المعراج میں فخر الائمۃ سے مروی ہے کہ اگر کوئی مفتی ان اقوال میں ضرورت کے وقت کسی قول پر تیسیر (آسانی) کے لئے فتوی دے تو یہ اچھا ہے حضرت مفتی اعظم مفتی محمد شفیعؒ نے بھی اپنے رسالہ میں اس قول کو نقل کیا ہے چنانچہ وہاں ملاحظہ ہو (جواہر الفقہ ج اص ۱۶۲) اور یہی اصول مفتی محمد سلیمان منصور پوری مدظلہ نے بھی لکھے ہیں کہ حنفیہ کے نزدیک ضعیف قول پر عمل کی ممانعت ایسے وقت میں ہے جب کہ ہوائے نفس کی بنیاد پر ضعیف کو اختیار کیا جارہا ہو اس کے برخلاف اگر واقعی ضرورت متقاضی ہو تو حنفیہ بھی ضعیف قول پر عمل کرنے سے منع نہیں کرتے (فتوی نویسی کے رہنما اصول ص ۱۲۸)

ضرورت کے تحت ضعیف قول پر عمل کی مثالیں:

(۱) فقہی ذخائر میں اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں مثلا طرفین کے نزدیک اگر منی اپنی اصلی جگہ سے شہوت کے ساتھ ہٹ جائے تو منی کے باہر آتے ہی غسل واجب ہو جاتا ہے خواہ شرمگاہ سے باہر نکلتے شہوت ہو یا نہ ہو اور حضرت امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر شرمگاہ سے نکلتے وقت شہوت نہ ہو تو غسل واجب نہ ہوگا اگر چہ منی اصل جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہوئی ہو اس مسئلہ میں طرفین کا قول ظاہر مذہب ہے اور امام ابو یوسفؒ کی رائے ضعیف ہے لیکن اگر کوئی مسافر ہو یا کوئی کسی جگہ مہمان ہو اور غسل جنابت کرنے میں شرم آتی

ہواوراس پر تہمت لگنے کا اندیشہ ہوتو حضرات فقہاء کرام نے ایسے لوگوں کو اجازت دی ہے کہ اگر وہ انزال کے وقت عضو مخصوص کو پکڑلیں اورمنی نہ نکلنے دیں۔اور شہوت بالکل ختم ہوجائے اگراس کے بعد منی کا خروج ہوجائے تو امام ابو یوسفؒ کے قول مطابق اس پر غسل ضروری نہ ہوگا حالانکہ یہ حکم ظاہر مذہب کے خلاف ہے لیکن ضرورتاً اسے مفتی بہ بنادیا گیا ہے(فتوی نویسی کے رہنما اصول ص ۲۱۸)اسی طرح کی اور بھی بہت سی مثالیں ذخائر فقہ میں موجود ہیں جہاں ضرورت کے تحت ضعیف قول پر فتوی دیا گیا ہے چنانچہ مفتی محمد سلیمان منصور پوری مدظلہ نے ان میں بعض کا ذکر کیا ہے اور آخر میں لکھا ہے کہ ان مثالوں سے واضح ہوگیا کہ ضرورت مند شخص کو ضعیف قول پر فتوی دے سکتا ہے(فتوی نویسی کے رہنما اصول ص ۲۲۲)

مذہب غیر پرفتویٰ اوراس کی مثالیں:۔

بلکہ عموم بلوی اور ضرورت کی وجہ سے کسی بھی مذہب پر فتوی دیا جا سکتا ہے جس میں سہولت اور آسانی ہو بلکہ ضرورت کی وجہ سے فاسد اور باطل معاملات کو بھی جائز قرار دیا جاسکتا ہے اس وجہ سے زمانہ حال میں بہت سارے معاملات ایسے ہیں جو بذات خود فاسد اور باطل ہیں مگر عموم بلوی کی وجہ سے فقہاء کرام نے ان کو جائز قرار دیا ہے جیسا کہ مفتی اعظم مفتی محمد شفیعؒ نے لکھا ہے۔**بعد فقال العبد الضعیف محمد المدعو بالشفیع الدیوبندی کان اللہ لہ ان فی ایامنا ھذہ قد شاعت المعاملات الفاسدة والباطلة فی التجارات والاختبارات وعمت بھا عموم البلوی ومشائخ الائمة الاربعة متفقون علی ھذا العمل والفتوی عند البلوی والاضطرار العام علی مذھب من مذاھب الفقھاء المجتھدین یوجد فیہ الرخصة والسھولة(جواھرا لفقہ ۱۵۸)**

میں عبدالضعیف محمد شفیع الدیوبندی کان اللہ لہ کہتا ہوں کہ ہمارے زمانے میں تجارت اور اجارہ کے اندر بہت سارے فاسد اور باطل معاملات رائج ہیں اور یہ ایک عموم بلوی بن چکا ہے مشائخ اربعہ اس بات پر متفق ہیں کہ حالت اضطرار اور عموم بلوی کے وقت کسی بھی مذہب پر عمل کرنا یا فتوی دینا جائز ہے جس میں آسانی ہو سہولت موجود ہو جیسا کہ علماء احناف نے مفقود الخبر میں مالکیہ کے مذہب پر فتوی دیا ہے۔

ضرورت کے تحت غیر مفتیٰ بہ قول پر فتوی:

اوراسی ضرورت کے پیش نظر مفتیٰ بہ قول کی بجائے غیر مفتیٰ بہ قول پر فتوی دیا جا سکتا ہے ذخائر فقہ میں اس کی مثالیں موجود ہیں مثلا الکوحل ایک قسم کی شراب ہے فقہ حنفی کے مفتی بہ قول کے مطابق ہر قسم کی شراب چاہے کسی بھی شے سے بنی ہوئی ہو نجس اور حرام ہے مگر موجودہ دور میں الکوحل کئی قسم کی ادویات اور عطریات میں استعمال ہوتا ہے اور آج کل ان عطریات اور ادویات کا استعمال عموم بلوی کی صورت اختیار کر چکی ہے تو اس ضرورت کے تحت ہمارے متاخرین فقہاء کرام نے الکحل ملی ادویات ،عطر،اور سپرٹ کے استعمال کو

جائز قرار دیا ہے چنانچہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔

سوال: انگریزی دوا جو پینے کی ہوتی ہے اس میں عموماً اسپرٹ ملائی جاتی ہے یہ ایک قسم ہے اعلیٰ درجہ کی شراب کی، یعنی شراب کا سٹ ہے جب اس امر کا یقین ہو چکا ہو اور مسلم ہے تو انگریزی (ہسپتال) کی دوا پینا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: اسپرٹ اگر عنب (انگور) زبیبؔ رطب (تازہ کھجور) اور تمر (خشک کھجور) سے حاصل نہ کی گئی ہو تو اس کی گنجائش ہے للاختلاف ورنہ گنجائش نہیں للاتفاق (امداد الفتاویٰ ج ۱ص ۸۲)

اور شیخ الاسلام مولانا تقی عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں۔ وبھذا یتبین حکم الکوحل المسکرۃ التی عمت بھا البلوی الیوم فانھا تستعمل فی کثیر من الادویۃ والعطور والمرکبات الاخری فانھا ان اتخذت من العنب او التمرۃ فلا سبیل الی حلھا وطھارھا وان اتخذت من غیر ھما فالامر فیھا سھل علی مذھب ابی حنیفۃ ولا یحرم استعمالھا للتداوی او لاغراض مباحۃ اخری مالم تبلغ حد الاسکار ولایحکم بنجاستھا اخذ القول ابی حنیفۃ وان معظم الکوحل التی تستعمل الیوم فی الادویۃ والعطور وغیر ھا لاتتخذ من العنب اوالتمر بل تتخذ من الحبوب او القشور ا والبترول فی وغیرھم کما ذکرنا فی باب بیع الخمر من کتاب البیوع وحینئذ ھناک فسحۃ فی الاخذ بقول ابی حنیفۃؒ عند عموم البلوی (تکملۃ فتح الملھم ج ۳ص ۶۰۸)

اس سے ان نشہ اور الکحل کا بھی حکم واضح ہوا وجو آج کل عموماً استعمال ہوتا ہے اس قسم کا الکحل بہت سارے ادویات عطریات اور دیگر مرکبات میں استعمال کیا جاتا ہے تو اگر یہ الکحل انگور یا کھجور سے بنا ہوا ہو تو پھر ان کی حلت اور طہارت کے لئے کوئی راستہ نہیں لیکن اگر یہ الکحل ان دونوں اشیاء کے علاوہ دیگر اشیاء سے بنی ہوئی ہو تو پھر اس میں امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کے مطابق قدر آسانی ہے کہ الکحل حد اسکار (نشہ) تک نہ پہنچے تو دوائی کے طور پر اور اسی طرح دیگر جائز اغراض میں اس کا استعمال حرام نہیں اور نہ اس پر نجاست کا حکم لگایا جائے گا آج کل جو الکحل ادویات عطریات اور دیگر اشیاء میں استعمال ہوتی ہے وہ انگور اور کھجور سے بنی ہوئی نہیں ہوتی بلکہ پٹرول میوہ جات اور دیگر اشیاء سے بنی ہوتی ہے جیسا کہ ہم نے باب بیع الخمر میں بیان کیا ہے تو اس وقت عموم بلوی کی وجہ سے امام ابوحنیفہؒ کے قول کو لینے میں آسانی ہے تو جس طرح اس مسئلہ میں ضرورت اور عموم بلوی کے تحت غیر مفتیٰ بہ قول کو مفتیٰ بہ قرار دیا گیا اور ضرورت وحاجت کے تحت ضعیف نادر الروایۃ اور غیر مذہب پر فتوی دیا گیا۔ اسی طرح چونکہ یہاں بھی شدید ضرورت موجود ہے اس لئے کہ لوگ زکوۃ سے بچنے کے لئے سو بہانے بناتے ہیں تو نفل صدقات نہ ہونے اور دوسری خمس الخمس نہ ہونے کی وجہ سے غریب سادات اور بنو ہاشم اپنی ضرورت کی تکمیل کے لئے کبھی دوسروں کے سامنے دست درازی کی ذلت کا سامنا کرتے رہیں گے اور کبھی فرق باطلہ کا لقمہ بنتے رہیں گے حالانکہ سادات اور بنو ہاشم کو ذلت اور رسوائی سے بچانے اور ان کی عزت وعصمت کو برقرار رکھنے کے لئے زکوۃ حرام کی گئی ہے اور اسی

کے عوض ان کے لئے مال غنیمت اور مال فئی کے خمس سے پانچواں حصہ (1:5) مقرر کیا گیا تھا جیسا کہ ہدایہ میں لایدفع الی بنی هاشم لقوله علیه السلام یا بنی هاشم ان الله حرم علیکم غسالة الناس واوساخهم وعوضکم منها بخمس الخمس (الهدایه علی صدر البنایه ج۴ ص ۲۰۴) کہ بنی ہاشم کو زکوٰۃ نہیں دی جائے گی اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنی ہاشم بے شک اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں پر لوگوں کے میل کچیل کو حرام کیا ہے اور اس کے عوض تمہارے لئے خمس الخمس مقرر فرمایا ہے۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ قال رسول الله ﷺ انه لا یحل لکم اهل البیت من الصدقات شئی انما هی غسالة الایدی وان لکم خمس الخمس لما یغنیکم (البنایه ج۴ ص ۲۰۴) کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے اہل بیت بے شک تمہارے لئے صدقات میں سے کوئی بھی چیز حلال نہیں تمہارے لئے خمس الخمس ہے جو تمہارے لئے کافی ہوگا جب کہ آج کل بلکہ زمانہ قدیم سے خمس الخمس کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔ حالانکہ زکوٰۃ لینے کی ذلت سوال اور گداگری کی ذلت سے اھون اور اسہل ہے اس لئے اگر ان کو زکوٰۃ نہ دی جائے تو اسی طرح بنو ہاشم کو ذلت ورسوائی وگمراہی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ حالانکہ مسلمان اہل بیت اور خاندان رسول ﷺ کی عزت اور عظمت پر مامور ہیں اور اجازت نہ دینے کی صورت میں مسلمانوں کے ہاتھوں ذلیل وخوار ہو جائیں گے۔ ان کی عزت وعصمت اور خاندانی شرافت بالکل تہس نہس ہو جائے گی اس لئے حالات ضروریات اور اس کے تقاضے اس امر کے متقاضی ہیں کہ اس غیر ظاہر الروایۃ کو ترجیح دے کر مفتی بہ قرار دیا جائے اور پھر یہاں پر تو امام ابو جعفر طحاویؒ اور امام محمد بن حسن الشیبانیؒ کے ترجیحی کلمات بھی موجود ہیں۔ امام محمدؒ درجہ اجتہاد پر فائز شخصیت ہیں اور امام ابو جعفر طحاویؒ طبقہ دوم مجتہدین فی المذہب میں شمار کئے جاتے ہیں اگر چہ علامہ کمال پاشا نے غلطی سے آپ کو طبقہ سوم کے مجتہدین فی المسائل میں ذکر کیا ہے مگر وہ طبقہ دوم کے مجتہد ہیں ان کے علاوہ محدث العصر علامہ انور شاہ صاحب کی ترجیح کی مزید تائید اور دیگر علماء محققین کے فتویٰ نے تو بالکل راہ ہموار کر لی اور کسی کو بھی شک وشبہ کی گنجائش نہیں چھوڑی۔

قواعد واصول کے جواز کو ترجیح:

اس کے علاوہ اس امر کی اجازت ہمیں فقہاء کرام کے کئی قواعد اور اصول سے ملتی ہیں مثلاً فقہاء کرام نے یہ قاعدہ اور اصول مقرر کیا ہے کہ الامر اذا ضاق اتسع یعنی اذا ظهر مشتقة فی امر یرخص فیه ویوسع (معین القضاة والمفتین ص ۵) کہ جب کسی امر میں تنگی ہو جائے تو اس میں وسعت لانا پڑے گی یعنی جب کسی امر میں تنگی اور مشقت محسوس ہو جائے تو اس میں رخصت اور وسعت کرنا ہوگا اور یہاں پر بھی موجودہ حالات کے تناظر میں عدم جواز میں وقت ضیق اور تنگی واقع ہو چکی ہے اور یہ ایسی تنگی ہے جو وسعت کی طلبگار ہے اسی طرح الضرر یزال (معین القضاۃ ص ۶) ضرر کو زائل کیا جائے گا۔ اور الضروریات تبیح المحظورات (معین القضاة) ضروریات حرام چیزوں کو حلال (مباح) کر دیتے ہیں اور یہاں پر بھی عدم جواز کی ترجیح میں ضرر ہے جس کو زائل کرنا ضروری ہو گیا ہے۔ اور بسا اوقات سادات پر ایسے حالات بھی آجاتے ہیں جن کے لئے حرام اشیاء بھی حلال ہو جاتے ہیں اور ویسے بھی حاجت

ضرورت کے برابر ہوتا ہے فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة او خاصة (معین القضاۃ ص ٦) اسی طرح فقہاء نے ایک اصول مقرر کیا ہے کہ الضرر الاشد یزال بالضرر الاخف (معین القضاۃ ص ٦) کہ بڑے ضرر کو چھوٹے ضرر سے زائل کیا جائے گا چونکہ سادات خاندان اور بنو ہاشم کے لئے دوسروں کے سامنے دست سوال دراز کرنا ضرر عظیم ہے اس لئے چھوٹے ضرر کو اخذ زکوۃ جو اوساخ الناس ہیں ضرر اخف سے زائل کرنا اور ختم کرنا مناسب رہے گا۔اسی طرح درء المفاسد اولی من جلب المنافع (معین القضاۃ ص ٦) کہ مفاسد کو ختم کرنا، ان کو دور کرنا زیادہ بہتر ہے منافع پانے سے۔ چونکہ یہاں پر بھی بنو ہاشم کو خمس الخمس نہ ملنے اور زکوۃ کے عدم جواز سے کئی مفاسد کا سامنا ہے جو مشاہدات میں آچکے ہیں اس لئے اوساخ الناس سے نبچنے کی بجائے ان مفاسد سے بچانا زیادہ اولی اور بہتر ہے تو مذکورہ قواعد واصول بھی جواز کے قول کو ترجیح دینے کی راہ ہموار کرتے ہیں۔

متاخرین علماء محققین کے فتاوی:۔

محقق دوران محدث العصر العلامہ مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ نے زمانہ حال کے ضرورت حاجت اور سادات کو لوگوں کے سامنے دست سوال پھیلانے کی ذلت سے بچانے کے لئے جواز کا فتوی دیا ہے چنانچہ فیض الباری میں فرماتے ہیں قلت و اخذ الزکاۃ عندی اسھل من السوال فافتی به ایضا (فیض الباری ج ۳ ص ۵۲) میں کہتا ہوں کہ زکوۃ لینا میرے نزدیک سادات کے لئے سوال کرنے سے زیادہ آسان ہے تو میں بھی اسی پر فتوی دیتا ہوں کہ سادات کے لئے زکوۃ لینا جائز ہے اور اپنے ملفوظات میں تفصیل کے ساتھ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک سید کو زکوۃ کا مال لینا سوال کرنے سے بہتر ہے امام رازیؒ وطحاویؒ بروایت امام ابی حنیفہؒ قائل جواز ہوئے ہیں اور امام رازیؒ کو فقیہ النفس کا درجہ حاصل ہے اس لئے میں جواز کا فتوی دیتا ہوں (ملفوظات محدث العصر ٢٦٦)

مولانا عبدالغفور مدنیؒ اور مولانا معصومؒ کا فتوی

فقیہ الہند مفتی کفایت اللہ دہلویؒ کے مؤقر فتاوی کفایت المفتی کے ایک سوال میں لکھا ہے کہ کئی افراد نے چند علماء حنفیہ سے دریافت کیا کہ کیا سید کو زکوۃ دینی جائز ہے یا نہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جائز ہے اور ان علماء کرام میں حضرت مولانا انور شاہ صاحب دیوبندی مولوی عبدالغفور صاحب مدنی شاگرد رشید حضرت مفتی اعظم مولانا محمد کفایت اللہ دہلویؒ مولوی محمد معصوم پیش امام مسجد سبیل والی مولانا محمد شفیع الدین صاحب مہاجر مکی اور دیگر علماء شامل ہیں (کفایت المفتی ج ۴ ص ۲۷۲)

مولانا شاہ انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد رشید شیخ الحدیث مولانا عبدالقدیر کا فتوی:۔

شاہ انور شاہ کشمیری کے شاگرد رشید حضرت مولانا عبدالقدیر نے بھی لکھا ہے کہ ہاشمی کو زکوۃ دینا جائز ہے جب آپ سے سوال کیا گیا کہ حضرت مولانا شیخ الحدیث عبدالقدیر صاحب دامت برکاتہم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(ا) کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل سے متعلق کہ اعوان خاندان سے تعلق رکھنے والے آدمی کے لئے جب کہ وہ غریب ہو اور عشر کا ہمارے ملک میں کماحقہ نظام بھی نہیں زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟

بینوا وتوجروا حافظ نثار احمد الحسینی حضرو حافظ قمر الزمان غورغشتی ضلع اٹک۔

الجواب وباللہ التوفیق

زکواۃ عشر نذر فدیہ یہ سب واجب صدقات ہیں ان کا مصرف قران کریم نے انما الصدقات للفقراء والمساکین الخ بیان فرمایا ہے یعنی مسکین نفیر لوگ اس کے مصرف ہیں یہ ان کو دئے جائیں مسکین فقیر کسی قوم کا ہو اس کو صدقہ واجبہ لینے کا حق ہے اور دینا بھی انہی کو چاہئے غنی شخص جس کے پاس بقدر نصاب مال ہو نہ لینا اس کو جائز ہے نہ دینا، مسؤلہ صورت میں عشر زکوٰۃ کا لینا ایسے شخص کو جائز ہے اعوان قوم کا ہو یا پٹھان یا خان خیل ہو جب محتاج ہے اس کو زکوٰۃ لینا جائز ہے واللہ اعلم بندہ عبدالقدیر عفی عنہ راولپنڈی ۱۶ جنوری ۸۹ء۔

اعوان قوم علوی ہے:

یہاں ایک بات کی وضاحت ضروری ہے کہ حضرت شیخ الحدیث کا فتوی کا اگر چہ بظاہر موضوع کے متعلق معلوم نہیں ہوتا مگر درحقیقت یہ فتوی بھی موضوع کے ایک شاخ کے ساتھ متعلق ہے حضرت العلامہ کے فتوی میں اعوان کو زکوٰۃ وصدقات دینے کا حکم بیان ہوا ہے اور تاریخی حقائق کے مطابق اعوان خاندان بنو ہاشم کی ایک شاخ ہے اس لئے کہ اس خاندان کا جد اعلیٰ حضرت عون قطب حیدر شاہ علوی قادری ہے جس کا سلسلہ نسب محمد الاکبر سے ملتا ہے اور محمد الاکبر حضرت علیؓ کے صاحبزادے ہیں اور امیر المؤمنین حضرت علیؓ خاندان بنو ہاشم کے چشم وچراغ ہیں (ماخوذ از تاریخ علوی اعوان مؤلفہ محبت حسین اعوان) تو جب اعوان کو غربت اور افلاس کی صورت میں زکوٰۃ دینا جائز ہے تو مولاناؒ کا فتوی سادات خاندان کو بھی زکوٰۃ دینے کا جواز پر دال ہے اور آپ کی رائے بھی اپنے استاد حضرت شاہ صاحبؒ کی طرح ہے۔

مفتی عتیق الرحمان عثمانی کا فتوی:

سوال: کیا اس زمانے میں سیدوں کو زکواۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟ الجواب:۔فقہ حنفی کی تمام کتابوں میں یہی لکھا ہے کہ سادات کو زکوٰۃ دینی درست نہیں یہی ظاہر الروایۃ ہے لیکن اس زمانے میں بیت المال نہ ہونے کی وجہ سے سادات کا وہ شرعی حصہ جو ان کے لئے مقرر تھا ان کو نہیں ملتا اور نہ بحالت موجودہ اس کا کوئی امکان ہے اس وجہ سے فقہ حنفی کے بہت بڑے امام علامہ ابو جعفر طحاویؒ نے یہ فتوی دیا ہے کہ ایسی صورت میں سیدوں کو زکوٰۃ دینا درست ہے اور شوافع میں امام فخر الدین الرازیؒ بھی امام طحاویؒ کے ہم نوا ہیں امام طحاویؒ کے فتوی کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ یا سیدوں کے لئے مخصوص بندوبست ہونا چاہئے تا کہ ان کے مفلس اور نادار طبقہ کی ضرورتیں جو قرابت رسول ﷺ کی وجہ سے گری ہوئی اعانت سے اس لئے محروم کیا گیا ہے کہ قوم ان کے لئے بہتر انتظام کرے جو اس سے پوری کی جائے

ورنہ امام طحاویؒ کے فتوی پر عمل کیا جائے فقہ کا بنیادی اصول یہ ہے "من لم یکن عالما باھل زمانه فھو جاھل "یعنی جواہل زمانہ کی حالت اوران کی ضرورتوں سے ناآشنا ہے وہ عالم نہیں ہے اس اصول کے ماتحت بھی ہمیں سیدوں کے نادار طبقہ کے حالات اوران کی ضرورتوں کی طرف غور کرنا چاہئے عرف الشذی شرح ترمذی میں ہے'وفی عقد الجید افتی الطحاوی من الحقیقة وفخر الدین الرازی من الشافعیة بجواز الزکواة للهاشمی فی هذا الصورة "(کفایت المفتی ج۴ص ۲۷۲) محقق زمانہ حضرمولانا قاضی مجاہدالاسلام قاسمیؒ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا: **الجواب**: موجودہ دور میں کسی ہاشمی کو جوفقیر ہوزکوۃ دینا میرے نزدیک جائز ہے اس بارے میں اصل مسلک تمام ہی علماء کا یہی ہے کہ زکوۃ ہاشمی کونہیں دی جاسکتی ہے لیکن ظاہرالروایۃ اور مشہور مسلک سے الگ ہوکرایک قول امام ابویوسفؒ کا یہ منقول ہے کہ ہاشمی کیزکوۃ ہاشمی کودی جاسکتی ہے امام ابوحنیفہؒ سے ابوعصمة کی روایت یہ ہے کہ امام صاحب سادات کے لئے علی الاطلاق جواززکوۃ کے قائل ہیں خواہزکوۃ ہاشمی کے مال کی ہو یا غیر ہاشمی کے مال کی امام صاحبؒ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ خمس الخمس جواہل قرابت رسول ﷺ کے لئے تھا اب وہ انہیں نہیں ملتا زکوۃ ان پرحرام قراردی گئی لیکن اس کابدل خمس الخمس مقرر کیا گیا تھا۔اب جب کہ وہ بدل ختم ہوگیا تو اصل یعنیز کوۃ اس کے لئے حلال ہوگی امام طحاویؒ نے اسی قول کواختیار کیا ہے شوافع میں امام اصطخریؒ اور بعض حنابلہ کی بھی یہی رائے ہے متاخرین علماء ہند میں حضرت انورشاہ کشمیریؒ کے بارے میں فیض الباری میں نقل کیا گیا ہے کہ سادات کا مجبور ہوکر بھیک مانگنے کے مقابلے میں زکوۃ کھانا آسان تر ہے لہذا میں بھی یہی فتوی دیتا ہوں کفایت المفتی میں مفتی عتیق الرحمان عثمانی کا فتوی جواز ہی کا نقل کیا گیا ہے اگرچہ مفتی کفایت اللہ صاحبؒ کواس سے اتفاق نہیں بہرحال قول امام مختلف ہے امام طحاویؒ اور بعض دیگر علماء نے اسی قول کا اختیار کیا ہے اختلاف دلیل وبراہین کانہیں بلکہ بدلتے ہوئے حالات اورزمانہ کا ہے اس لئے اپنے دور کے حالات کے اعتبار سے اس روایت غیرمشہورہ پرفتوی دیا جاسکتا ہے موجودہ حالات یہی ہے کہ خمس الخمس سادات کوملنے کا سوال ہی پیدانہیں ہوتا۔لہذا میں پوری طمانیت قلب کے ساتھ یہ رائے دیتا ہوں اور یہ فتوی دیتا ہوں کہ ضرورت مند سادات کوزکوۃ شرعادی جاسکتی ہے(بحوالہ بحث ونظرص ۱۰۰،۱۹۹۰ء پٹنہ بھارت)

نجم المدارس کا فتوی:۔

چونکہ کئی سالوں سے میراقلبی رجحان اس مسئلہ پرتحقیق کا تھا جس کے لئے بعض اکابرعلماء کرام کا نقطہ نظر معلوم کرنے کے لئے رابطہ کرنا پڑااس سلسلہ میں راقم نے مخدومنا المکرم جناب مولانا مفتی قاضی عبدالحلیم صاحب دامت برکاتہم صاحب سے فی زماننا سادات کوزکوۃ اورصدقات واجبہ دینے کے بارے میں فقیہ العصر حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب کلاچی مدظلہ العالی کی رائے گرامی فون پر دریافت کی تو آنجناب نے ایک مراسلہ میں یہ کلمات تحریرفرمائے سادات کیزکوۃ سے متعلق فوری جواب دینا مناسب سمجھتا ہوں کافی زمانہ گزرگیا کہ ایک دفعہ نجم المدارس کے ایک روئیداد میں حضرت والدصاحب مدظلہ (قاضی عبدالکریم) نے غالبا نجم الرسائل لہدایۃ

السائل کے نام سے ایک مضمون نجم المدارس کے دارالافتاء سے کوئی تیس پینتیس مسائل شائع فرمائے تھے ان میں سادات کیز کوٰۃ سے متعلق بھی اپنا فتوی شائع کیا تھا کہ موجودہ وقت میں بنوہاشم کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے حضرت مفتی محمود صاحبؒ حیات تھے انہوں نے حضرت والد صاحب سے فرمایا کہ قاضی صاحب مجھے آپ سے خاص اتفاق نہیں لیکن حضرت والد صاحب کو مفتی صاحب کے اختلاف کے بعد بھی مسئلہ میں کوئی تردد نہ ہوا میں نے ان (کو قاضی صاحب کو) آپ کے فون کے بارے میں ذکر کیا تو فیض الباری کا حوالہ آپ کو لکھ کر بھیجنے کا ارشاد فرمایا چنانچہ فیض الباری ج۳ص۵۲ کا حوالہ ملاحظہ فرماویں عبارت ذیل کے بعد احقر کے خیال میں کوئی خلجان نہیں رہنا چاہیئے ونقل الطحاوی عن امالی ابویوسف انه جاز دفع الزکواة الی ال النبی ﷺ عن فقدان الخمس فان فی الخمس حقهم فاذا لم یوجد صح صرفها الیهم وفی البحر عن محمد بن شجاع الثلجی عن ابی حنیفةؒ ایضا جوازه وفی عقد الجید ان الرازی ایضا افتی بجوازه قلت واخذ الزکواة عندی اسهل من السوال فافتی به ایضا حضرت والد ماجد قاضی عبدالکریم صاحب مدظلہ نے خصوصیت سے فافتی به ایضا کو خط کشیدہ کیا اور عام طور پر حضرت والد کو علامہ انور شاہ کشمیری صاحبؒ کی تحقیق سے شرح صدر ہوا کرتا ہے۔ والسلام عبدالحلیم ۸ شعبان المعظم ۱۴۲۴ء۔

مفتی اعظم مفتی فرید صاحب کی رائے گرامی:

ایشاء کی عظیم اسلامی یونیورسٹی جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے سابق شیخ الحدیث اور رئیس دارالافتاء اس بارے میں فرماتے ہیں قلت لو اضطرو االی السوال لکان ذل اخذ الزکاة اهون من ذل السوال علی ان الاوساخ لیست بانجاس فلو افتی المفتی بنادر الروایة عند الضرورة لم یکن بعیدا عن الاصول.(منهاج السنن ج۳ص ۱۶۹)

حضرت مفتی مدظلہ کا فتویٰ:

ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں استفتاء نمبر ۱۰۸۶۰۔السوال: (۱) سادات کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے (۲) سادات کی زکوٰۃ سادات کے لئے لینا کیسا ہے (۳) سادات کے لئے فدیہ اسقاط صدقۃ الفطر اور جلود الاضحیہ کا روپیہ لینا کیسا ہے؟

بینوا توجروا سائل فیض اللہ بندر روڈ کوئٹہ

الجواب: محترم مولوی فیض اللہ صاحب اتاه الله فی الدارین حسنة

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: امابعد واضح رہے کہ ظاہر الروایۃ کی بناء پر سادات کو زکوٰۃ دینا ممنوع ہے البتہ اس زمانہ میں جب کہ نہ ان کو ہدایا دئے جاتے ہیں اور نہ ان کو خمس الخمس دیا جاتا ہے تو بجائے اس کے کہ ان کو ذلت سوال میں مبتلا کیا جائے یہ اھون ہے کہ ابوعصمۃ کی روایت پر عمل کیا جائے کمافی ردالمختار ج۱ص۹۱ "وروی ابو عصمة عن الامام انه یجوز الدفع الی بنی هاشم فی زمانه الخ قلت وکونها من (مزیل)اوساخ الناس یقتض الخباثة کالماء المستعمل دون الحرمة فافهم "پس جبز کوٰۃ کا

صرف ان پر جائز ہوا تو دیگر واجبات کا صرف بطریق اولیٰ جائز ہوگا ۳۱ شوال ۱۳۹۷ء۔

حضرت مفتی صاحب کا دوسرا فتویٰ:

اور ایک دوسرے استفتاء کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔ سوال: سادات کو زکوٰۃ دینے کا کیا حکم ہے؟

المستفتی مولانا رحیم اللہ باچا اضاخیل پسی نوشہرہ

الجواب: سادات کو ہدایا دئے جائیں گے نہ کہ زکوٰۃ وعشر البتہ موجودہ دور میں اگر زکوٰۃ وعشر دئے جائیں تو لینا اور دینا قابل اعتراض نہیں (۲۳ ذی القعدہ ۱۴۰۱ء)

مولانا سیف اللہ رحمانی مدظلہ کی رائے گرامی:۔

ہر چند کہ اس دلیل پر کافی کلام کی گنجائش ہے اور بنیادی اہمیت اس امر کی ہے کہ خمس کا عوض اور اس کی حیثیت محض حکمت ومصلحت کی حیثیت جس کو فقہاء احکام کا مدار نہیں بناتے یا علت کی ہے جس پر حکم کا مدار ہوا کرتا ہے؟ تاہم فی زمانہ سادات کے لئے زکوٰۃ کا دروازہ کھول کر ہی مقصد شریعت کہ سادات خاندان کو ذلت سے بچایا جائے کی تکمیل کی جاسکتی ہے کیونکہ اب سادات کی اعانت کا جذبہ مفقود ہے اور اسلامی یا غیر اسلامی حکومت میں ان کی مدد کے لئے کوئی خاص مد موجود نہیں ہے اب زکوٰۃ سے محروم کر کے ایک طرف زکوٰۃ کی ذلت سے بچایا جارہا ہے لیکن دوسری طرف اس بڑی ذلت وہ مجبور ہیں کہ دوسروں کے سامنے ہاتھ دراز کریں اور دینی مدارس میں تعلیم کا دروازہ ان کے لئے بند کر دیا جائے اور ہمیشہ علم سے محروم اور پست رہنے پر مجبور کیا جائے پس سادات کے لئے زکوٰۃ اجازت ایک ضرورت بن گئی ہے اور ضرورت کی بناء پر قول ضعیف پر بھی فتویٰ دیا جاسکتا ہے (جدید فقہی مسائل ج ۲ ص ۶۱، ۶۲) اور آگے لکھتے ہیں کہ پس حاصل یہ کہ موجودہ حالات میں سادات کو زکوٰۃ کی رقم دی جاسکتی ہے جیسا کہ امام ابوحنیفہؒ قاضی ابو یوسفؒ امام طحاویؒ علامہ ابھری مالکیؒ علامہ اصطخریؒ امام رازیؒ علامہ ابن تیمیہؒ اور ایک قول کے مطابق امام مالکؒ اور اکابر علماء ہند میں علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی رائے ہے (جدید فقہی مسائل ج ۲ ص ۶۲)

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کا رجحان:

زمانہ حال کے محقق شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ جو مسائل شریعہ پر گہری نظر رکھتے ہیں اور زمانے کے نشیب وفراز کو دیکھ کر مسائل کا حل بیان فرماتے ہیں کے انداز بیان سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ بھی زمانہ حال میں حاجات اور ضروریات کے تحت امام ابوحنیفہؒ کے قول ثانی کی ترجیح کی طرف رجحان رکھتے ہیں فرماتے ہیں امام طحاویؒ کے نزدیک ہاشمی عامل کی اجرت زکوٰۃ میں سے دی جاسکتی ہے بلکہ ابو عصمہؒ نے تو امام ابوحنیفہؒ سے ایک روایت اس کی نقل کی ہے کہ بیت المال کا خمس ختم ہونے کے بعد بنو ہاشم

کے لئے زکوۃ لینا جائز ہے امام طحاویؒ نے بھی عن محمد عن ابی یوسف کے طریق سے ایک روایت نقل کی ہے بعض شافعیہ اور بعض مالکیہ کا بھی یہی قول ہے امام طحاویؒ نے بھی امام ابی یوسفؒ سے یہی قول نقل کر کے اسی کو اختیار کیا ہے شافعیہ میں سے امام فخر الدین الرازیؒ نے بھی یہی قول اختیار کیا ہے اس لئے ہمارے زمانے کے فقہاء کو اس پر غور کرنا چاہیئے کہ کیا اس دور میں بنو ہاشم میں فقر کی کثرت کو دیکھتے ہوئے امام ابوحنیفہؒ کی مذکورہ بالا روایت پر فتوی دیا جاسکتا ہے یا نہیں (درس ترمذی ج ۲ ص ۴۸۰)

دکتور محمد عبدہ یمانی کی رائے گرامی:

مشہور و معروف عرب محقق ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی اپنی کتاب "علموا اولادکم محبة ال بیت النبی ﷺ" میں لکھا ہے کہ "ومحل حرمة الفرض (الزکواة) ان اعطوا من الفئی ما یستحقونه والا جاز ان اضر الفقر بهم وان لم یصلو الی حل المیتة" (علموا اولادکم محبة ال بیت النبی ﷺ ص ۳۵) کہ بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینے کی حرمت اس لئے کہ ان کو مال فئی میں سے خمس ملتا ہے جو ان کا حق ہے اور اگر وہ نہ ملتا ہو اور فقر ان کے لئے ضرر رساں ہو تو ان کو زکوٰۃ لینا جائز ہے اگر چہ وہ مردار کھانے کی حلت تک نہ پہنچے ہوں

علامہ وھبہ زحیلی مدظلہ کی رائے اور ترجیح:

الفقہ الاسلامی وادالتہ کے مصنف اور محقق زمانہ علامہ وھبہ زحیلی بھی امام صاحبؒ کے قول ثانی کو زمانہ کے حالات اور تقاضوں کی وجہ سے راجح سمجھتے ہیں۔ هذا وقد نقل عن ابی حنیفةؒ وعن المالکیة وبعض الشافعیة جواز اعطاء الهاشمین من الزکاة اذا حرموا من بیت المال سهم ذوی القربیٰ منعا لنصیبهم ولحاجاتهم واعطاء هم کما قال الدسوقی المالکی حینئذ افضل من اعطاء غیرهم (الفقه الاسلامی وادالته ج ۲ ص ۸۸۴) امام ابوحنیفہؒ مالکیہ اور بعض شوافع سے ہاشمین کو اس وقت زکوٰۃ دینا جائز ہے جب بیت المال سے ان کے حصہ ذوی القربیٰ سے محروم رکھا جائے تا کہ یہ لوگ ضائع ہونے اور احتیاج سے بچ جائیں اور ان کو زکوٰۃ دینا افضل ہے جیسا کہ علامہ دسوقی مالکیؒ فرماتے ہیں کہ پھر اس ضرورت کے تحت ان کو زکوۃ دینا دوسرے کی بہ نسبت افضل ہے۔

علامہ ڈاکٹر یوسف قرضاوی کی رائے گرامی:

دور حاضر کے محقق اور مدقق عالم دین فقیہ العصر دکتور محمد یوسف قرضاوی مدظلہ اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں، والذی اراه ان القول باعطاء الزکاة لاقارب المصطفیٰ فی زماننا ارجح واقویٰ لحرمانهم من خمس الغنائم والفئی الذی کان یعطی منه لذوی القربیٰ فی عهد النبی ﷺ تعویضا من الله لهم عما حرم علیهم من الصدقة (فقه الزکاة ج ۲ ص ۷۳۲) جو کچھ میں سمجھتا رہا ہوں وہ یہ کہ ہمارے زمانے میں آنحضرت ﷺ کے رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا زیادہ راجح اور

قوی ہے اس لئے وہ غنائم اور مال فئی کے خمس سے جوان کو آنحضرت ﷺ کے زمانے میں اس صدقہ کے عوض دیا جاتا تھا سے محروم ہو چکے ہیں۔

علامہ محمد حنیف گنگوہی کی ترجیح:

مولانا محمد حنیف گنگوہیؒ ہدایہ کی شرح غایۃ السعایۃ میں جس اہتمام کے ساتھ جواز کی رائے کو ذکر کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بھی اسی رائے کو راجح سمجھتے ہیں مولانا کی عبارت ملاحظہ ہو (تنبیہ) امام ابوحنیفہؒ سے ابوعصمہؒ کی روایت یہ ہے کہ ہاشمی کو زکوۃ دینا جائز ہے ابھری مالکیؒ نے اسی کو اختیار کیا ہے کیونکہ عہد نبوی ﷺ میں ان کے لئے اخذ زکوۃ کی عدم علت اس لئے تھی کہ اس کا عوض یعنی کا خمس الخمس ان کو دیا جاتا تھا جب حضور ﷺ کی وفات کے بعد یہ ساقط ہو گیا تو ان کے لئے صدقہ حلال ہو گیا شرح آثار میں اور جوامع الفقہ میں بھی ایسا ہی ہے امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ سے یہ روایت مشہور نہیں ہے لیکن ہم اس کو لیتے ہیں (غایۃ السعایۃ ج۵ ص۱۸۹)

شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب اور شیخ الحدیث مولانا حسن جان صاحب کا فتوی:

یہ دونوں اکابرین حدیث وفقہ اور حالات حاضرہ پر گہری نظر رکھتے ہیں مدرسہ تعلیم القران اشاعت التوحید والسنۃ درہ آدم خیل کوہاٹ کے ایک استفتاء کے جواب میں فرماتے ہیں: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد سلام مسنونہ عرض ہے کہ جناب ایک مسئلہ کے لئے آپ حضرات کی طرف مشورہ اور شرعی رائے درکار ہے۔

سوال: بنو ہاشم یعنی سادات کو زکوۃ دینے کا کیا حکم ہے؟ کیونکہ ہماری کتابوں افتاؤں نے لکھا ہے کہ بنو ہاشم کو زکاۃ دینا جائز نہیں ہمارے ہاں سادات رہتے ہیں جو نہایت غریب ہیں اور اکثر لوگ زکوۃ دیتے نہیں اگر ایک دو دیتے ہیں تو وہ بھی سادات کو نہیں دیتے اور مزید نفلی صدقات وغیرہ بھی نہیں دیتے کیونکہ پچھلے دنوں ہم نے خود دیکھا کہ ایک زمین دار کے پاس آلو کی فصل کی کچھ زکوۃ تھی ان کے پاس زکوۃ کی وصولی کے لئے کچھ چھوٹے بچے آئے تو زمین دار نیز کوۃ دے دی پھر بعد میں جب سادات کے بچے آئے تو زمین دار نے واپس کر دئے اور کہا کہ سادات پر زکوۃ نہیں ہوتی حالانکہ بعض بنو ہاشم تو بالکل اضطراری حالت کو پہنچے ہوتے ہیں حکومت کی طرف سے بھی کوئی انتظام نہیں ہے لوگ بھی کوئی توجہ نہیں دیتے تو آیا یہ معزز بنو ہاشم اولاد رسول ﷺ سوال کرتے رہیں گے یا علماء کے مشورے سے اس مسئلے کا اگر کوئی آسان پہلو ہو تو مہربانی کر کے جواب عنایت فرمائیں۔

(المستفتی مولانا سید امیر حسین باچا)

الجواب قول وباللہ التوفیق: جمہور علماء کے ہاں سادات (بنو ہاشم) کو زکوۃ جائز نہیں مگر سوال میں اضطراری حالت کا تذکرہ ہے تو ایسے حال میں ان کو زکوۃ دینا جائز ہے۔ شیخ المحدثین حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ کے نقطہ نظر میں زکوۃ کا لینا دست سوال دراز کرنے

سے بہتر ہے فی زمانہ بنو ہاشم کے لئیز کوۃ لینا جائز ہے فیض الباری ج ۳ ص ۱۵۲ امام مالک سے بھی یہی مروی ہے تفسیر تحریمی ج ۸ ص ۹۱ حافظ ابن احجر عسقلانی نے بھی بعض شوافع کے نزدیک ایسے حالات میں بنو ہاشم کے لئیز کوۃ لینی جائز ہے وھو وجہ بعض الشافعیة (فتح الباری ج ۴ ص ۱۲۲ کتاب الزکوۃ فی شرح الحدیث ۱۶۹۱) المکتبہ التاریخ مکة المکرمة وفی شرح الاثار عن ابو حنیفة ان الصدقات کلھا جائزة علی بن ھاشم ومکرمة کانت فی عهد رسول الله ﷺ موصول خمس الخمس الیھم فلما سقط ذاک بموته ﷺ حلت لھم الصدقة قال الطحاویؒ وبالجواز ناخذ (الاشباہ والنظائر شرح غمز عیون الابصار ج ۲ ص ۵۳۰) وکذا روی ابو عصمةؒ عن الامام ابو حنیفةؒ رد المحتار علی الدر المختار " مگر اس جواز کے فتوی کی تشہیر مناسب نہیں کہ تقریر میں لوگوں کو اس کی ترغیب دیا کریں (ج ۲ ص ۷۲) بلکہ بعض متمول اور صاحب استطاعت حضرات کو پوشیدگی بتلا دینا چاہیئے کہ فلاں سید فقر و فاقہ کی حالت میں ہے اس کو آپ زکوۃ دے دیں۔

(مولانا ڈاکٹر) شیر علی شاہ اکوڑہ خٹک ۱۴۱۹/۳/۳ھ الجواب الصحیح (مولانا) حسن جان پشاور

ام المدارس دار العلوم دیوبند کا فتوی:

درہ آدم خیل کے مدرسہ تعلیم القرآن کا مذکورہ استفتاء شیخ القرآن مولانا سید امیر حسین باچا صاحب مدظلہ نے دار العلوم دیوبند بھی بھیجا تھا تو انہوں نے بھی حالات کے پیش نظر جواز کا فتوی دیا جو آپ حضرات کے سامنے ہے۔

الجواب وباللہ التوفیق:۔

حامداً مصلیاً ومسلماً سادات کرام کے احترام کا مقتضی تو یہی ہے کہ صدقات نافلہ ہبہ وغیرہ سے ان کی ضروریات پوری کی جائیں تاہم اگر حالات اقتصادی اس درجہ میں ہوں کہ جو سوال میں مذکور ہیں اور ان کو زکوۃ دے دی جائے تو گنجائش ہے اگر چہ ظاہر الروایۃ کے خلاف ہے حضرت اقدس الحاج مولانا شاہ محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ نے فیض الباری میں اس پر خاصی تفصیل سے بحث فرمائی ہے العرف الشذی میں بھی عمدہ کلام فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

احقر محمود غفرلہ بلند شہری الجواب الصحیح

دار العلوم دیوبند ۱۴۱۹/۳/۱۵ھ حبیب الرحمان عفاء اللہ عنہ

قول ناقص: لہٰذا میری ناقص رائے میں یہ بات آئی ہے کہ اس دور میں ان حالات اور ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے بنو ہاشم اور سادات کے لئے زکوۃ جائز ہونے کی گنجائش ہونی چاہیئے اس لئے کہ اس دور میں سادات کے لئے زکوۃ کا دروازہ کھول کر ہی مقصد شریعت مقدسہ (سادات کو ذلت سے بچایا جائے) کی تکمیل ہوسکتی ہے کیونکہ لوگوں میں سادات کی اعانت اور امداد کا جذبہ مفقود

ہو چکا ہے اور حکومتی سطح پر بھی ان کی کفالت کے لئے کوئی خاص انتظام نہیں لہٰذا اب بھی اگر ان کو زکوٰۃ سے محروم رکھا جائے ایک طرف تو یہ لوگ زکوٰۃ کی ذلت سے بچ جائیں گے لیکن دوسری طرف ان کو بڑی ذلت ورسوائی پر مجبور کیا جائے گا کہ وہ دوسروں کے سامنے دست سوال دراز کریں گے اور خصوصا دینی مدارس میں ان پر تعلیم کا دروازہ ان کے لئے بند ہو جائے گا۔ اس لئے کہ مدارس دینیہ عموماً زکوٰۃ او دیگر صدقات سے چلتے ہیں اور بلکہ دنیاوی تعلیم سے بھی محروم ہو جائیں گے اس لئے کہ سکول اور کالج میں غریب طلباء کو جو سکالرشپ ملتا ہے وہ بھی زکوٰۃ ہی کی مد میں دیا جاتا ہے اسی طرح زندگی کے مختلف امور میں حکومتی امداد سے بھی محروم ہو جائیں گے اس لئے کہ ہسپتالوں میں مفت علاج اور اس علاج کے لئے حکومت کی طرف سے معاونت بھی زکوٰۃ ہی کی مد سے ہوتی ہے بیٹی کی شادی یا دیگر ضروریات میں معاونت کے طور پر حکومت جو مالی امداد کرتی ہے وہ بھی زکوٰۃ کی مد سے ہوتی ہے لہٰذا اگر اس دور میں بھی ان کو زکوٰۃ سے محروم رکھا جائے تو غریب سید اور ہاشمی زندگی اور حیات کی تمام تر سہولیات سے محروم ہو جائیں گے اور اس کی تکمیل کے لئے وہ نئے نئے راستے تلاش کریں گے لہٰذا آسانی اور سہولت اسی میں ہے کہ بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ جائز قرار دیا جائے اور اسی سہولت اور یسر کا آنحضرت ﷺ نے حکم بھی دیا ہے جب حضرت معاذ بن جبلؓ اور ابو موسیٰ اشعریؓ کو یمن روانہ فرما رہے تھے تو آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا۔ یسرا ولا تعسرا وبشرا ولا تنفرا (الحدیث) کہ تم دونوں لوگوں پر آسانی کرو ان پر سختی نہ کرو اور لوگوں کو خوش خبری دو ان کو اسلام سے متنفر نہ کرو۔

اسی طرح آنحضرت ﷺ نے اپنے صحابہؓ کو حکم دیا تھا یسروا ولا تعسروا (الحدیث) کہ تم لوگوں پر آسانی کرو سختی نہ کرو۔ اسی طرح ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ لا تشددوا فیشدد اللہ علیکم (الحدیث) کہ تم سختی نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر سختی فرمادے گا ان روایات سے معلوم ہوا کہ شریعت مقدسہ میں سختی کرنا ممنوع ہے ایک مفتی کے لئے یسر یہ ہے کہ مستفتی کو اختلافی مسائل میں اس کے حال کے مطابق فتویٰ دے اور اس کو اس مشقت سے بچائے جو اس کی طاقت سے خارج ہو۔ موجودہ حال میں اسی مسئلہ میں بھی یہی کچھ ہے کہ اگر ظاہر الروایۃ کو دیکھتے ہوئے سادات علویین جن کی ایک شاخ اعوان بھی ہے اور اسی طرح عباسی خاندان اور دیگر بنو ہاشم کو زکوٰۃ نہ دینے کا فتویٰ دیا جائے تو ان کے لئے مشقت اور سختی ہے اور لوگوں پر بھی سختی ہے اس لئے کہ لوگ اعوان خاندان کو زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ لوگ بھی زکوٰۃ بلا چوں وچرا کے لے لیتے ہیں کسی کو پتہ بھی نہیں کہ اعوان خاندان بنو ہاشم میں داخل ہیں اور نہ کسی عالم دین نے اس کی تصریح کی ہے کہ قبیلہ اعوان کو زکاۃ دینا جائز نہیں اور غالباً اسی کی وجہ یہ ہے کہ آج کل انسانوں میں علم انساب کا فقدان ہے غیر سید نے اپنے ساتھ شاہ کا اضافہ کر لیا اور بعد میں سادات میں شمار ہونے لگا اسی طرح کسی نے اپنے نام کے ساتھ عباسی لکھا بعد میں ان کی تمام ذریت عباسی کہلانے لگی اسی طرح کسی اپنا تخلص علوی رکھا بعد کے لوگ اس کے خاندان کو علوی سمجھنے لگے ہیں اور دنیا بھر میں بھی ایسے خاندان موجود ہیں کہ ان کے کسی بزرگ نے اپنے پیرومرشد جو ہاشمی تھا اپنے نام کے ساتھ محبت کی وجہ سے ہاشمی لکھ دیا اور آج اس کی اولاد کو ہاشمی سمجھا جاتا ہے بعض لوگوں نے اپنے خاندان کو چھپانے کے لئے مشترکہ طور پر اپنے آپ کو دوسرے خاندان کی طرف منسوب کیا اور بعد میں وہ لوگ اس منسوب شدہ خاندان کے نام سے مشہور ہوئے اور خصوصیت کے ساتھ یہ معاملہ ہندوستان

میں بہت پیش آیا اور یہ ایک حقیقت ہے کہ آج کل کے دور میں اور خصوصاً عجمیوں میں تو انساب عمومی طور پر ختم ہو چکے ہیں اس لئے عجمیوں میں حقیقی ہاشمین کا پتہ نہیں چلتا تو ظاہر الروایۃ کے مطابق فتوی سے وہ غرباء بھی پس جاتے ہیں جو حقیقی ہاشمی نہیں بلکہ وہ تخلص یا کسی اور وجہ سے مشہور ہو چکے ہیں۔تو اسی طرح بہت سارے غریب لوگ جو زکوۃ کے مستحق بھی ہین زکوۃ لینے سے محروم ہو جائیں گے اور جو لوگ واقعی ہاشمی ہیں مگر انہیں سادات شمار نہیں کیا جاتا اور وہ زکوۃ لیتے ہیں تو حرام خور بن جائیں گے اور جو لوگ زکوۃ دیتے ہیں تو شرعاً ان کا زکاۃ ادا نہ ہوگی جس کی وجہ سے زکواۃ کی عدم ادائیگی کی وجہ سے عنداللہ مجرم ہو جائیں گے۔تو اس سختی مشکلات اور مصائب سے لوگوں کو نکالنے کے لئے اہل علم حضرات سے التجاء ہے کہ وہ بھی اس مسئلہ کی سنگینی کو مدنظر رکھتے ہوئے اس پر مثبت انداز سے سوچیں، محقق دوراں شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ نے کئی برس پہلے اس مسئلہ کی سنگینی کو مدنظر رکھتے ہوئے اہل علم کو غور وفکر کی دعوت دی ہے کہ ہمارے زمانے کے فقہاء کو اس پر غور کرنا چاہیئے کہ کیا اس دور میں بنو ہاشم میں فقر کی کثرت کو دیکھتے ہوئے امام ابوحنیفہؒ کی مذکورہ بالا روایت پر فتوی دیا جاسکتا ہے یا نہیں ؟(درس ترمذی ج ۲ ص ۴۸۰) آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سیدھی راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں زیغ وضلال سے بچائے۔امین

نرخنامہ برائے اشتہارات

بین الاقوامی معیار کا تحقیقی سہ ماہی مجلّہ

''المباحث الاسلامیہ (اردو)''

Ret List for Advertisement

Quarterly International Magazine ALMABAHIS-AL-ISLAMIA

(1) آخر صفحہ رنگین.......4000 روپے (2) اندورن آخر صفحہ رنگین.......3000 روپے

(3) اندرون صفحہ اول رنگین.........3,000 روپے (4) مکمل صفحہ سادہ.........1500 روپے

(5) آدھا صفحہ سادہ.........1000 روپے (6) ایک تہائی صفحہ سادہ.......500 روپے

یہ پاکستان اور دنیا بھر کے لائبریریوں کا واحد منتخب اسلامی تحقیقی مجلّہ ہے۔

اپنے کاروبار کی تشہیر کے لئے سہ ماہی مجلّہ ''المباحث الاسلامیہ (اردو)'' میں اشتہار دے کر ہم خرما وہم ثواب کے مصداق بنیں۔

برائے رابطہ: دفتر جدید فقہی تحقیقات، جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان بنوں

فون: 0928-331353 فیکس: 0928-331355

ای میل almarkazulislami@maktoob.com